67652 ـ ماں كا اپنى اولاد كو عطيہ دينے ميں عدل كرنا واجب ہے

سوال

ميں والدہ كو ايك ہزار ريال ماہانہ ديا كرتا تھا، حالانكہ انہيں مال كى ضرورت نہ تھى، يہ اس ليے ديتا كہ والدين كى نيكى ميں سے كچھ حصہ لوٹا سكوں، والدہ يہ رقم جمع كرتى رہتى رہى ہيں، اور كچھ عرصہ بعد ميں نے اپنا گھر تعمير كرنا شروع كيا تو مجھے رقم كى ضرورت پڑى اس ليے ميں نے والدہ كو ماہانہ دينا بند كر ديا، پھر ميرى والدہ ميں يہ تجويز پيش كى كہ ميں اور ميرى (شادى شدہ) بہن يہ رقم آپس ميں تقسيم كر ليں، كيونكہ بہن كى مالى حالت صحيح نہيں، يہ علم ميں رہے كہ اس شادى شدہ بہن كے علاوہ بھى ميرى ايك بہن اور بھائى جو بہتر زندگى بسر كر رہے ہيں، سوال يہ ہے كہ:
كيا دوسرى بہن اور بھائى كو ديے بغير ميرے اور ميرى محتاج بہن كے ليے يہ مال آپس ميں تقسيم كرنا جائز ہے،
اوراگر جائز نہيں تو پھر والدہ يہ رقم كس طرح تقسيم كر سكتى ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ سبحانہ وتعالى نے عطيہ ديتے وقت اولاد كے مابين عدل و انصاف كرنا واجب كيا ہے، چاہے اولاد ميں لڑكے ہوں يا لڑكياں بھى.

نعمان بن بشير رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ان كے والد انہيں لے كر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئے اور كہنے لگے:

" ميں نے اپنے اس بيٹے كو ايك غلام ہبہ كيا ہے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

كيا تو نے اپنے سب بيٹوں كو اسى طرح (غلام) ہبہ كيا ہے ؟

تو انہوں نے عرض كيا: نہيں.

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم فرمانے لگے:

تو اس سے غلام واپس لے لو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2446) صحیح مسلم حدیث نمبر (1623).

اور جب والد اپنی اولاد میں سے كسی ايك كو عطیہ دینے میں افضلیت دے تو اسے چاہیے كہ وہ اولاد میں عدل و انصاف كرے، یہ دو میں سے ايك طرح ہو سكتا ہے:

یا تو وہ دیا گیا ہدیہ واپس لے لے.

یا پھر دوسروں كو بھی اسی طرح كا ہدیہ دے، یا كہ ان سب كے مابین انصاف ہو سكے.

دیكھیں: الموسوعة الفقهية (11 / 359).

دوم:

" اولاد میں سے كسی ايك كو افضلیت دینے كی ممانعت میں والدہ كا حكم بھی والد كی طرح ہی ہے؛ كیونكہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" اللہ كا تقوی اختیار كرو اور اللہ سے ڈر كر اپنی اولاد كے مابین عدل كیا كرو "

اور اس لیے بھی كہ والدین میں سے ايك والدہ بھی ہے، تو اسے بھی والد كی طرح كسی كو افضلیت دینے سے روك دیا گیا ہے، اور اس لیے بھی كہ والد كی جانب سے كسی ايك بیٹے یا بیٹی كو مخصوص كرنے پر باقی اولاد میں حسد و بغض پیدا ہوتا ہے، اسی طرح والدہ كی جانب سے كسی ايك كو افضلیت دینے میں بھی حسد و بغض پیدا ہوتا ہے، تو اس طرح والدہ كے لیے بھی اس مسئلہ میں اس جیسا ہی حكم ثابت ہوا " انتہی.

دیكھیں: المغنی ابن قدامہ (8 / 261).

سوم:

والد كی جانب سے اپنی اولاد كو عطیہ دینے میں وراثت كے حساب سے شرعی تقسیم كے طریقہ پر عمل كرنا ہوگا، تو اس طرح ايك لڑكے كو دو لڑكیوں كے برابر دیا جائیگا، كیونكہ اللہ تعالی كی تقسیم سے زیادہ عدل و انصاف كرنے والا كوئی اور نہیں ہو سكتا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ " الاختیارات " میں لكھتے ہیں:

" اپنی اولاد کے مابین عطیہ دیتے وقت وراثت کے حساب سے عدل کرنا واجب ہے، امام احمد کا مسلك یہی ہے " انتہی.

دیکھیں: الاختیارات (184).

قاضی شریح رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کے مابین مال تقسیم کرنے والے ایك شخص کو کہا تھا:

" تیری تقسیم سے تو اللہ تعالی کی تقسیم زیادہ عدل و انصاف پر مبنی ہے، اس لیے تم انہیں اللہ تعالی کی تقسیم اور فرائض کے مطابق دے "

اسے عبد الرزاق نے المصنف میں روایت کیا ہے.

اور عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے:

وہ تو اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق ہی تقسیم کیا کرتے تھے.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (8 / 261).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" آپ کے والد پر لازم ہے کہ اگر وہ اپنا سارا یا مال کا کچھ حصہ اپنی اولاد کے مابین تقسیم کرنا چاہے تو وہ لڑکے اور لڑکیوں سب میں شرعی وراثت کے مطابق تقسیم کرے، ایك لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر دے " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (16 / 197).

چہارم:

جب اولاد بڑی اور ہوشیار ہو تو باپ یا ماں کے لیے جائز ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایك کو باقی اولاد کی رضامندی اور بغیر کسی حرج کی پریشانی کے دے سکتا ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" والد پر اپنی اولاد بیٹے اور بیٹیوں میں وراثت کے مطابق عدل کرنا واجب ہے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کسی اور کو مخصوص کر کچھ دے اور دوسروں کو نہ دے، لیکن اگر محروم اولاد کی رضامندی اور خوشی سے ایسا کرے تو جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ جب وہ ہوشیار ہوں تو پھر جائز ہے، وگرنہ نہیں، اور ان کی

رضامندی والد کے خوف اور ڈر سے نہ ہو بلکہ وہ اس میں اپنے دل سے رضامند ہوں، نہ کہ والد کے خوف سے، ہر حالت میں ان کے درمیان افضلیت نہ دینا بہتر اور اچھا ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ ہوگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف سے کام لو "

متفق علیہ. انتہی.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الشیخ ابن باز (9 / 452).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" بلاشك و شبہ اولاد میں سے کچھ بچے دوسرے سے بہتر اور اچھے ہوتے ہیں، یہ تو سب کو معلوم ہے، لیکن اس بنا پر والد کے لیے کسی ایك کو افضلیت دینی جائز نہیں، بلکہ اسے عدل و انصاف کرنا چاہیے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف کیا کرو "

اس لیے اس بنا پر کسی ایك کو افضلیت دینی جائز نہیں کہ یہ اس سے افضل اور بہتر ہے، اور یہ اس سے زیادہ حسن سلوك کرتا ہے، بلکہ والد کو چاہیے کہ وہ ان سب کے درمیان عدل و انصاف کرے.

اور سب کو نصیحت کرنی چاہیے تا کہ وہ حسن سلوك کرنے لگیں اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر قائم ہو جائیں؛ لیکن وہ اولاد کو عطیہ دینے میں کسی ایك بیٹے کو دوسرے پر افضلیت مت دے، اور نہ ہی کسی ایك کے لیے مال کی وصیت کرے اور باقی کو چھوڑ دے؛ بلکہ وہ سب وراثت اور عطیہ میں برابر ہیں جس طرح شریعت میں وراثت اور عطیہ کے متعلق وارد ہے.

وہ ان میں عدل و انصاف اسی طرح کرے جس طرح شریعت میں آیا ہے، اس لیے لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر ملےگا، لہذا اگر وہ اپنی اولاد میں سے بیٹے کو ایك ہزار دیتا ہے تو بیٹی کو پانچ سو دے، اور اگر وہ ہوشیار اور عاقل و بالغ ہوں اور وہ ایسا کرنے کی اجازت دے دیں اور کہیں کہ ہمارے بھائی کو اتنا ہی دے دو، اور واضح طور پر اس کی اجازت دیں اور کہیں کہ ہم اجازت دیتے ہیں کہ آپ اسے گاڑی دے دیں، یا اتنا مال دے دیں ... اور والد کو علم ہو جائے کہ ان کی یہ اجازت حقیقی ہے، اور اس میں لگی لپٹی نہیں، اور نہ ہی انہوں نے والد کے خوف سے اجازت دی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

مقصد یہ ہے کہ اسے عدل و انصاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اگر اولاد ہوشیار اور عاقل و بالغ ہو چاہے

وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور وہ کسی ایك کو کسی مخصوص اسباب کی بنا پر کچھ دینے کی اجازت دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ انہیں حق حاصل ہے " انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (9 / 235).

اس بنا پر آپ کی والدہ پر واجب ہے کہ وہ آپ کے مابین اس مال میں عدل و انصاف سے کام لے، اور لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر دے، اور اگر کسی ایك کو دوسروں کی رضامندی اور خوشی سے افضلیت حاصل ہو تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم .